سعادت، ہانسوٹ (گجرات)، مدرسہ اشاعت العلوم، اکل کوا (مہاراشٹر)

آخر میں بنگلہ دیش میں علم قراءت و تجوید کی نشرو اشاعت پر مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں، اس ضمن میں وہاں کے مشہور مدارس کے تعارف کے علاوہ معروف قراء کی حیات و خدمات پر مختصر اُروشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کا سب سے آخری حصہ "ذکر ابرار" کے نام سے ہے جو مولانا سید ابرار الحق حقی ہردوئی دامت برکاتہم کی دینی و علمی خدمات کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں علم تجوید و قراءت کی ترویج واشاعت میں مولانا کی خدمات جلیلہ کے تذکرہ کے ساتھ مسلم معاشرہ سے بدعات، غیر اسلامی رسوم کے خاتمہ اور مسلمانوں کی اصلاح و تربیت کے لئے انکی مساعی جمیلہ کا بھرپور تعارف کرایاہے، اس ضمن میں مدرسہ اشرف المدارس اور مجلس دعوۃ الحق کی سرگرمیاں خاص طور سے نمایاں کی گئی ہیں۔

مختصر یہ کہ اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں دنیا کے مختلف حصوں میں علم قراءت و تجوید کی اشاعت و ترقی کے لئے جو انفرادی واجتماعی خدمات انجام دی گئیں ان کے مطالعہ کے لئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی، اللہ کرے صاحب کتاب کی قرآنی خدمات کا فیض مزید عام ہو اور ہم سب کو علم قرآن کی خدمت نصیب ہو۔

(۴) ذکر فراہی

مصنف: ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی

ناشر : دائرہ حمیدیہ، مدرستہ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ

سن اشاعت: ۲۰۰۱ء، صفحات، ۸۴۰، قیمت، ۳۵۰ روپے

ترجمان القرآن مولانا حمید الدین فراہیؒ کے نام اور کام سے کم از کم اب اہل علم ناواقف نہیں رہے۔ ان کی حیات مستعار کے ماہ و سال کتاب اللہ پر تدبر و تفکر اور ان اصول مبادی کی بازیافت اور ترتیب و تنظیم میں گذرے جن سے قرآن فہمی کی راہ باز ہو اور اس کے علوم و معارف تک رسائی ممکن ہو سکے۔

گو علوم قرآن کی مختلف اصناف پر مولانا کے اکتسابات غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کا پیش کردہ تصور نظم قرآن ایک انقلاب آفریں نظریہ ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ تقوی اور تعلق باللہ کے باب میں وہ سلف صالح کی مثال تھے۔ اتنی عظیم الشان اور مختلف الجہات دینی اور علمی خدمات واکتسابات کے باوجود وہ شہرت سے دور رہے اور ان کی شخصیت سے سوائے مخصوص اہل علم کے کم ہی لوگ واقف ہو سکے اور بڑی حد تک یہ صورت حال ہنوز باقی ہے۔ ایسا تو نہیں ہے کہ ان کی زندگی اور آثار کے بارے میں کچھ لکھا ہی نہیں گیا۔ مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا امین احسن اصلاحی ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے مولانا کی حیات اور کارناموں پر اظہار خیال کیا ہے، اور اس موضوع پر قابل ذکر تحریریں یاگار چھوڑی ہیں۔ مولانا سے متعلق شایع شدہ مواد کا کسی قدر اندازہ ادارہ علوم القرآن سے شایع ہونے والی "کتابیات فراہی" سے کیا جا سکتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایسی نادرہ روزگار شخصیت کے تعارف کے لئے یہ مواد یکسر ناکافی تھا۔ بحمد اللہ اب صورت حال بدل چکی ہے اور اس کمی کی بھرپور تلافی کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ پاکستان کے معروف صاحب قلم ڈاکٹر شرف الدین صاحب اصلاحی نے برسوں کی کاوش اور عرق ریزی کے بعد اس اہم علمی ضرورت کو باحسن وجوہ پورا کر دیا ہے۔

اس اہم کام کی ابتداء بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں ایک پروجکٹ کی حیثیت سے ہوئی۔ ابتدائی مراحل ہی میں انہیں بعض ناگزیر اسباب کے باعث یونیورسٹی سے قطع تعلق کرنا پڑا لیکن انہوں نے فراہی پروجکٹ سے تعلق نہ توڑا اور اس کام کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا۔ لیکن مولانا فراہی جو اپنی زندگی میں کچھ زیادہ معروف نہ تھے، ان کے انتقال کے اتنے طویل عرصہ بعد ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اور ان کی زندگی کا ایسا مکمل اور بھرپور خاکہ تیار کر دینا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس کوہ کنی سے کس کامیابی سے

عہدہ براہوئے ہیں اس کا جیتا جاگتا ثبوت ''ذکر فراہی'' کے صفحات میں بکھرا ہوا ہے۔ ان کی قدر و قیمت دو چند ہو جاتی ہے جب کہ اس راہ میں درپیش مشکلات، مسائل اور مصائب کا صحیح ادراک ہو۔

'ذکر فراہی' سے محض مولانا فراہی کے حالات زندگی سے واقفیت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے صفحات میں فکر فراہی کا بھی ایک بڑا ابھرپور تعارف سامنے آتا ہے۔ مولانا کی مطبوعہ کتابوں کے علاوہ مخطوطات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ محققین اور اہل علم و دانش نے مولانا کی کتابوں اور افکار پر جن خیالات اور آراء کا اظہار کیا ہے انہیں بھی شامل کتاب کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی دائرہ حمیدیہ اور مدرستہ الاصلاح کی تاریخ بھی قلم بند ہو گئی ہے۔ مولانا اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں جن اداروں سے وابستہ رہے ان سب کا خاصا ذکر و تعارف اس کتاب میں موجود ہے۔ ان اداروں میں مسلم یونیورسٹی، دارالعلوم حیدر آباد، الہ آباد یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ اور مدرستہ الاسلام، کراچی شامل ہیں۔ جامعہ عثمانیہ کی تاسیس اور اس کے پس منظر پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے اور اس ضمن میں بڑی قیمتی معلومات اکٹھا کر دی گئی ہیں، جامعہ عثمانیہ کے قیام اور اس کے نصاب کی ترتیب و تشکیل میں مولانا نے بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس کتاب میں اس کی تفصیل بھی فراہم کی گئی ہے جو عام طور پر متداول مآخذ میں دستیاب نہیں۔ اس طرح یہ کتاب صرف ایک شخصیت کی سوانح حیات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس عہد کی علمی تاریخ بھی ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں بعض ایسے مآخذ سے مدد لی گئی ہے جن کی طرف اس سے پہلے توجہ نہیں دی گئی تھی جن میں سب سے زیادہ اہم ماخذ ''روات فراہی'' ہے۔ جو معلومات سینوں میں محفوظ تھیں اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ پیوند زمین ہوتی جاتی تھیں، ان کی بازیافت اور سینہ قرطاس میں منتقلی سے بہت سی قیمتی معلومات دستبرد زمانہ کے ہاتھوں ضائع ہونے سے محفوظ

ہو گئیں۔ ان معلومات کی روشنی میں مولانا کے طریقہ تحقیق و تدریس، انداز تکلم و تخاطب، معمولات زندگی اور دوسرے متعدد پہلوؤں کے بارے میں ایسی اہم معلومات سامنے آتی ہیں جو اس سے پہلے دستیاب نہیں تھیں۔

کتاب کے ابواب کی تفصیل یہ ہے:

خاندانی پس منظر، جائے پیدائش، تاریخ پیدائش، بچپن، تعلیم، اساتذہ فراہی، قیام کراچی، قیام علی گڑھ، قیام الہ آباد، قیام حیدر آباد، وطن واپسی، مدرستہ الاصلاح کی نظامت، وفات، اولاد و احفاد، تلامذہ فراہی، تصنیفات کا جائزہ، اخلاق و عادات، فراہی در حدیث دیگراں اور روات فراہی۔

ان ابواب کے بیشمار ذیلی عنوانات ہیں جن کے تحت مولانا کی زندگی کا شاید ہی کوئی گوشہ ایسارہ گیا ہو جس کے بارے میں ممکنہ حد تک معلومات فراہم نہ کردی گئی ہوں۔

قرآنیات پر نئے مضامین:

☆ فہم قرآن کے لئے عربی زبان کی تعلیمی اہمیت و ضرورت، حافظ عبدالرحیم معارف ۱۶۵/۱ جنوری ۲۰۰۰ء ص ۵۔۱۷

☆ تجرباتی علوم قرآن کی نظر میں اور جدید علم کلام کا ایک خاکہ، شہاب الدین ندوی، معارف، ۱۶۵/۵ مئی ۲۰۰۰ء ص ۳۲۵۔۳۵۰

☆ کشمیر کی ایک نادر قلمی تفسیر۔ زبدۃ التفاسیر، اعجاز فاروق اکرم معارف ۱۶۵/۵ مئی ۲۰۰۰ء ص ۳۵۱۔۳۶۵

☆ مولانا عبدالماجد دریابادی کی ایک نامکمل قرآنی کاوش، جمشید احمد ندوی معارف، ۱۶۵/۵ مئی ۲۰۰۰ء ص ۳۸۳۔۳۹۱

☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور ان کی تفسیر مظہری، محمد عارف عمری، معارف، ۱۶۵/۶ جون ۲۰۰۰ء